Hazara Islamicus, Vol.:09, Issue: 02,July-Dec 2020
PP: 109-124

OPEN ACCESS
Hazara Islamicus
ISSN (Online): 2410-8065
ISSN (Print): 2305-3283
www.hazaraislamicus.com

جمادات وحیوانات اوران سے حاصل ہونے والے اجزائے ترکیبی کی شرعی حیثیت: ایک تحقیقی جائزہ

A Research Review into the Sharī'ah Status of Inanimate Objects and Animals and Their Components

Muhammad Noman
Lecturer(v), Department of Islamic & Arabic Studies,
University of Swat

Faisal Iqbal
HM GMS Chak Pansial, Darband, Mansehra

Abstract

Allāh has ordained man to be his viceroy on the earth and decorated the universe for him. He deployed plants and animals in the service of man. Human fulfills their needs from plants and animals and gets comfort and satisfaction from them as Allāh announces, "And for you is to stay awhile on the earth and getting advantage from it". On another occasion Allāh says. "And he made animals of all sorts in which there is stuff for you to avoid cold and other advantages besides, And you eat from them". But 'Sharī'ah Muṭahharah' has set certain principles, laws, and injunctions for obtaining advantages from the plants and animals scattered in the world. In those injunctions, certain exploitation of plants and animals is permissible while others are not. For example, it is permissible to eat the flesh of certain animals while forbidden to eat the flesh of some animals. Similarly, plants and Inanimate Objects which are harmful to health have been declared as 'Ḥarām'.

Keywords: *Ḥalāl, Ḥarām, Animals, Sharī'ah Muṭahharah, Components, injunctions.*

تمہید

اللہ تعالیٰ نے انسان کو دنیا میں اپنا نائب اور خلیفہ بنایا، اور کائنات کو انسان کے لئے سجادیا۔ کائنات میں مختلف قسم کے

CC BY

جمادات وحیوانات کو انسان کی خدمت میں لگادیا۔انسان جمادات وحیوانات کے ذریعے اپنی ضروریات پوری کرتا ہے اور راحت وآرام حاصل کرتا ہے جیساکہ ارشاد ربانی ہے:

" وَلَكُمْ فِي الْأَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَمَتَاعٌ إِلَى حِينٍ "[1]

"اور تمہارے لئے ایک مدت تک زمین میں ٹھہرنا اور کسی قدر فائدہ اٹھانا ہے"۔

اور دوسری جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

" وَالْأَنْعَامَ خَلَقَهَا لَكُمْ فِيهَا دِفْءٌ وَمَنَافِعُ وَمِنْهَا تَأْكُلُون "[2]

"اور چوپائے اُسی نے پیدا کیے جن میں تمہارے لئے سردی سے بچاؤ کا سامان ہے اور اس کے علاوہ اور بھی بہت سے فائدے ہیں، اور انہی میں سے تم کھاتے ہو"۔

لیکن کائنات میں پھیلے ہوئے مختلف اقسام کے جمادات وحیوانات سے فوائد حاصل کرنے کے لئے شریعتِ مطہرہ نے کچھ اصول وضوابط واحکام دیے ہیں۔ جن میں جمادات وحیوانات سے بعض کام اور فوائد لینے کو جائز قرار دیا، اور بعض کو مضر قرار دیا ہے۔مثلاً حیوانات کے کھانے کا حکم دیا اور بعض حیوانات کے کھانے کو ممنوع وحرام قرار دیا ہے۔اسی طرح ایسے جمادات جو صحت انسانی کے لئے مضر ہوں ان کے کھانے کو بھی ناجائز قرار دیا گیا ہے۔زیر نظر آرٹیکل میں جمادات اور حیوانات اور ان کے اجزائے ترکیبی کی حلت وحرمت کے متعلق تحقیق کی گئی ہے کہ کون سے جمادات اور حیوانات اور ان کے اجزائے ترکیب حلال ہیں اور کون سے حرام؟

جمادات اور ان سے حاصل ہونے والے اجزائے ترکیبی کی شرعی حیثیت

جمادات سب کے سب پاک اور حلال ہیں۔الا یہ کہ ان میں سے کسی چیز کے کھانے سے نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو، یا اس کے استعمال سے نشہ پیدا ہوتا ہو تو اس کا استعمال جائز نہیں ہوگا۔ مثلا مٹی کا کھانا اگر مضر ہو تو حرام ہے۔ چنانچہ " **الموسوعۃ الفقہیۃ الکویتیہ** " میں ہے:

" الأشياء الضارة وإن لم تكن سامة، وقد ذكر منها في كتب الفقه: الطين، والتراب، والحجر، والفحم على سبيل التمثيل، وإنما تحرم على من تضره ... ويعرف الضار من غير الضار من أقوال الأطباء والمجربين "[3]

"نقصان پہنچانے والی اشیاء اگرچہ وہ زہریلی نہ ہوں، جیساکہ اس کی مثالیں کتب فقہ میں دی گئی ہیں، مثلا مٹی، کیچڑ، پتھر اور کوئلہ، ان کی حرمت ضرر پہنچانے کی وجہ سے ہے۔۔۔۔اور مضر اور غیر مضر اشیاء کی پہچان ڈاکٹروں اور تجربہ کار لوگوں سے معلوم کیا جاسکتا ہے"۔

" وذكر المالكية في الطين قولين: الحرمة، والكراهة، وقالوا: إن المعتمد الحرمة، وذكر الشافعية حرمة الطين والحجر على من يضرانه، وذكر الحنابلة كراهة الفحم، والتراب، والطين الكثير الذي لا يتداوى به"[4]

"مالکیہ نے مٹی کے متعلق دو قول ذکر کئے ہیں: ایک حرمت کا، اور دوسرا کراہت کا، اور راجح قول ان کے ہاں حرمت کا ہے۔ شوافع نے مٹی اور پتھر میں سے جو مضر ہیں ان کی حرمت کا قول ذکر کیا ہے۔ حنابلہ نے کوئلہ، مٹی، کیچڑ جن کو دوا کے طور پر استعمال نہیں کیا جاتا کراہت کا قول ذکر کیا ہے"۔

احناف میں سے علامہ بدر الدین عینیؒ "منحۃ السلوک" میں لکھتے ہیں:

" ويحرم أكل التراب والطين :لورود النهي فيه، ولأنه يورث الاصفرار ووجع المثانة "[5]

"مٹی کا کھانا حرام ہے، اس لئے کہ اس کے کھانے سے ممانعت آئی ہے، اور اس لئے کہ یہ اصفرار کی بیماری اور مثانے میں تکلیف کا باعث بنتا ہے"۔

خلاصہ یہ کہ جمادات میں سے جس چیز سے نقصان یا نشہ پیدا ہونے کا خطرہ ہو اس کا استعمال جائز نہیں، لیکن اگر مضر چیز کا نقصان جاتا رہے تو ممانعت بھی نہیں رہے گی۔ یہی وجہ ہے کہ بعض اقسام کی مٹی کھائی جاتی ہے۔

حیوانات اور ان سے حاصل ہونے والے اجزائے ترکیبی کی شرعی حیثیت

کرۂ ارض میں پائے جانے والے حیوانات بنیادی طور پر دو قسم کے ہوتے ہیں:

1۔ بری حیوانات 2۔ بحری حیوانات

1۔ بری حیوانات

بری اور خشکی حیوانات کو تین درجوں میں تقسیم کیا جاتا ہے:

1.1 **مالیس لہ دم اصلا:**

وہ حیوانات جن میں خون بالکل نہیں ہوتا، مثلاً ٹڈی، مکھی، چیونٹی، مکڑی، بھڑ، بچھو وغیرہ، ان میں سوائے ٹڈی کے اور کسی کو کھانا جائز نہیں؛ اللہ تعالی کے فرمان " **ويحرم عليهم الخبائث** "[6] کی وجہ سے۔ کیونکہ ان کا شمار خبائث میں ہوتا ہے، اور طبائع سلیمہ ان سے گھن کرتے ہیں۔ ٹڈی کی حلت حدیث سے ثابت ہے لہٰذا اس کا کھانا حلال اور جائز ہے، حدیث مبارکہ میں آتا ہے:

"أُحِلَّتْ لَنَا مَيْتَتَانِ: الحُوتُ وَالجَرَادُ"[7]

"ہمارے لئے دو مردار حلال کئے گئے ہیں: مچھلی اور ٹڈی"۔

1.2 **مالہ دم سائل:**

وہ حیوانات جن میں دم سائل (یعنی بہتا ہوا خون) پایا جاتا ہے، کی دو قسمیں ہیں: (الف): پالتو جانور، (ب): وحشی جانور

(الف): پالتو جانور:

پالتو جانوروں میں بھیڑ بکریاں، گائے بیل اور اونٹ وغیرہ شامل ہیں۔ یہ جانور بالاجماع حلال ہیں۔ جیساکہ ارشاد خداوندی ہے:

" وَالْأَنْعَامَ خَلَقَهَا "[8]

"اور چوپائے اُسی نے پیدا کیے"۔

اور ارشاد ربانی ہے:

" أُحِلَّتْ لَكُمْ بَهِيمَةُ الْأَنْعَامِ "[9]

"تمہارے لیے چار پائے جانور (جو چرنے والے ہیں) حلال کر دیئے گئے ہیں"۔

ان آیات میں لفظ "الانعام" سے مراد مذکورہ جانور ہیں۔

مذکورہ جانوروں کے علاوہ دوسرے جانور مثلاً خچر اور گدھے کا گوشت حرام ہے، البتہ گھوڑے کا گوشت امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک مکروہ ہے۔ علامہ زحیلیؒ "الفقہ الاسلامی وادلتہ" میں لکھتے ہیں:

" يحرم أكل البغال والحمير، ويحل لحم الخيل، لكن مع الكراهة تنزيهاً عند أبي حنيفة، لحديث جابر: نهى رسول الله ﷺ يوم خيبر عن لحوم الحمر الاهلية، وأذن في لحوم الخيل[10]- والبغال متولدة من الحمير، والمتولد من الشيئ له حكمه في التحريم "[11]

"خچر اور گدھے کا گوشت کھانا حرام ہے، اور گھوڑے کا گوشت کھانا حلال ہے، لیکن امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک مکروہ تنزیہی ہے؛ اس لئے کہ حضرت جابرؓ کی حدیث میں ہے کہ حضور ﷺ نے خیبر کے دن پالتو گدھوں کے گوشت سے منع فرمایا، اور گھوڑوں کے گوشت (کھانے) کی اجازت دی۔ خچر گدھوں سے پیدا ہوتے ہیں، اور متولد من الشئ کا حکم متولد جیسا ہوتا ہے"۔

پالتو پرندوں کا حکم:

پالتو پرندے مثلاً مرغی، بطخ، کبوتر، شتر مرغ وغیرہ جو پنجوں سے شکار نہیں کرتے ان کا گوشت حلال ہے۔

(ب): وحشی جانور:

وحشی جانوروں میں جمہور فقہاء کرام کے نزدیک شکاری جانور جو اپنے دانتوں سے شکار کرتے ہیں، مثلاً شیر، چیتا، بلی، کتا، لومڑی، گیدڑ، بھیڑیا وغیرہ حرام ہیں، اسی طرح اڑنے والے پرندوں میں وہ پرندے جو اپنے پنجوں سے شکار کرتے ہیں، مثلاً چیل، باز، عقاب، شاہین، گدھ وغیرہ، حرام ہیں۔ اس لئے کہ یہ پرندے اکثر مردار کھاتے ہیں اور پنجوں سے شکار کرتے ہیں۔ موطا امام محمدؒ میں ہے:

" عن أبي هريرة، عن رسول الله ﷺ أنه قال: أكل كل ذي ناب من السباع حرام "[12]

"ابوہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہر ذی ناب درندے کا کھانا حرام ہے"

امام محمدؒ مذکورہ حدیث کو ذکر کرنے کے بعد کہتے ہیں:

" وبهذا نأخذ، يكره أكل كل ذي ناب من السباع، وكل ذي مخلب من الطير، ويكره من الطير أيضا ما يأكل الجيف مما له مخلب، أو ليس له مخلب، وهو قول أبي حنيفة، والعامة من فقهائنا، وإبراهيم النخعي"[13]

"اس حدیث سے ہم استدلال کرتے ہیں، ہر ذی ناب درندوں اور پنجوں سے شکار کرنے والے پرندوں کا کھانا مکروہ ہے۔ اور وہ پرندے جو مردار کھاتے ہیں، چاہے وہ مخلب ہو یا نہ ہوں مکروہ ہیں، یہی قول ابو حنیفہؒ، اور ہمارے اکثر فقہاء اور ابراہیم نخعیؒ کا ہے"۔

ذی ناب درندوں اور پنجوں سے شکار کرنے والے پرندوں کے علاوہ دوسرے پرندے اور وحشی جانور حلال ہیں۔

چنانچہ علامہ زحیلیؒ لکھتے ہیں:

" وما عدا كل ذي ناب أو مخلب من الوحش، يحل أكله كالظباء وبقر الوحش، وحمار الوحش على اختلاف أنواعها كالوعل والمها وغيرها، لأنها كالمعز الأهلية، ومن الطيبات ، ولما ثبت في الصحيحين أنه صلى الله عليه وسلم قال في حمار الوحش: كلوا من لحمه، وأكل منه. ويباح أكل الأرنب لأنه حيوان مستطاب، ليس بذي ناب كالظبي، وقد أباح النبي صلى الله عليه وسلم أكله ويباح أيضًا أكل كل مالا مخلب له من الطير المتوحش كالحمام بأنواعه، والحُبارى، والعصافير والكركي والغراب الذي يأكل الزرع والحب، وكل ما على شكل العصفور، وإن اختلف لونه كعندليب، وبلبل، وحمرة "[14]

"اور ہر ذی ناب درندوں اور پنجوں سے شکار کرنے والے پرندوں کے علاوہ جانوروں کا کھانا جائز ہے جیسے: ہرن، نیل گائے اور ہر طرح کے جنگلی گدھا جیسے پہاڑی بکرا اور نیل گائے وغیرہ،اس لیے کہ یہ پالتو بکرے کی طرح ہے اور طیبات یعنی حلال جانوروں سے ہے۔ اور جب صحیحین میں نبی ﷺ سے ثابت ہے کہ آپ ﷺ نے جنگلی گدھے کے متعلق فرمایا: کہ اس کا گوشت کھاو اور خود بھی کھایا۔اور خرگوش کا کھانا مباح ہے اس لیے کہ یہ اچھا اور پاک جانور ہے، ہرن کی طرح دانتوں والا نہیں ہے اور نبی ﷺ نے اس کے کھانے کو مباح قرار دیا ، اور اسی طرح چیڑ پھاڑ کر کھانے والے پرندوں میں سے صرف ان پرندوں کا کھانا حلال ہے جو پنجوں سے شکار نہیں کرتے جیسے: کبوتر اور اس کی تمام اقسام، سرخاب، چڑیا اور سارس اور وہ کوا جو دانا اور اناج کھاتا ہے اور ہر شکل کی چڑیا اگرچہ اس کے رنگ مختلف ہوں جیسے عندلیب، بلبل اور حمرہ"۔

خلاصہ یہ کہ درندوں اور چیڑ پھاڑ کرنے والے پرندوں کے علاوہ ہرن، نیل گائے، خرگوش وغیرہ اور پرندوں میں سے کبوتر، چڑیا، بلبل، فاختہ وغیرہ طیب ہونے کی وجہ سے حلال ہیں۔

1.3 مالیس لہ دم سائل:

وہ جانور جن میں بہتا ہوا خون نہیں پایا جاتا، جیساکہ سانپ، مارماہی، چھپکلی، گرگٹ اور کیڑے وغیرہ، یہ حرام ہیں، کیونکہ طبائع سلیمہ ان سے گھن کرتی ہیں، البتہ طہارت و نجاست کے اعتبار سے پاک ہیں۔ چنانچہ "المحیط البرہانی" میں ہے:

" يجب أن يعلم أن ما ليس له دم سائل إذا مات في الماء أو مائع آخر سوى الماء لا يوجب تنجس ما مات فيه بريًا كان أو مائياً عندنا. والأصل: ماروى سلمان الفارسی رضی اللہ عنہ أن رسول الله صلى الله عليه وسلم سئل عن إناء فيه طعام أو شراب يموت فيه ماليس له دم سائل فقال: «هو الحلال أكله أو شربه أو الوضوء به» وهذا نص فى الباب "[15]

"یہ جاننا ضروری ہے کہ جن جانوروں میں بہتا خون نہیں ہوتا یا پانی کے علاوہ کوئی اور مائع بھی نہیں ہوتا چاہے یہ جانور بری ہوں یا آبی جب پانی میں مر جائیں تو پانی کو نجس نہیں کرتے ہمارے نزدیک۔اور اس میں اصل وہ روایت ہے جسے سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے نقل کیا کہ رسول اللہ

ﷺ سے ایسے ہی برتن کے متعلق پوچھا گیا جس میں کھانے یا پینے کی چیز ہو اور ایسا جانور اس میں مر جائے جس میں بہتا خون نہیں ہوتا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا وہ کھانا اور پینا حلال ہے اور اس سے وضو بھی جائز ہے۔ اور یہ اس باب میں نص ہے"۔

2۔ بحری حیوانات

وہ جانور جو پانی کے بغیر کے زندہ نہیں رہ سکتے، ان کی حلت و حرمت کے متعلق فقہاء میں اختلاف ہے۔ احناف کے نزدیک سمندری جانوروں میں صرف مچھلی حلال ہے، اس کے علاوہ جھینگے کی حلت و حرمت میں اختلاف ہے۔ مچھلی کے علاوہ دیگر پانی کی مخلوقات احناف کے نزدیک حرام ہیں، کھانا جائز نہیں؛ اس لئے کہ وہ خبائث میں سے ہیں۔

احناف کے علاوہ دوسرے فقہاء کے نزدیک تمام سمندری مخلوقات حلال ہیں، ان حضرات کی دلیل قرآن کی آیت سے

" أحل لكم صيد البحر وطعامه، متاعًا لكم وللسيارة "[16]

تمہارے لیے دریا (کی چیزوں) کا شکار اور ان کا کھانا حلال کر دیا گیا ہے (یعنی) تمہارے اور مسافروں کے فائدے کے لیے ہے۔"

اور حضور ﷺ کے ارشاد

" هو الطهور ماؤه، الحل ميتته "[17]

"اس کا پانی پاک ہے اور اس کا مردار حلال ہے" سے ہے[18]۔

حیوانات سے حاصل ہونے والے اجزائے ترکیبی کی شرعی حیثیت

ماکول اللحم جانور سے حاصل ہونے والے اجزائے ترکیبی

ماکول اللحم حلال جانور کو جب شرعی طریقے پر ذبح کیا جاتا ہے تو دم مسفوح کے نکل جانے کے بعد اس کے تمام اجزاء پاک ہو جاتے ہیں۔ البتہ ماکول اللحم جانور کے سات اجزاء کا کھانا جائز نہیں۔ علامہ کاسانیؒ "بدائع الصنائع" میں لکھتے ہیں:

" أما بيان مايحرم أكله من أجزاء الحيوان المأكول فالذي يحرم أكله منه سبعة: الدم المسفوح، والذكر، والأنثيان، والقبل، والغدة، والمثانة، والمرارة، لقوله عز شانه: ويحل لهم الطيبات ويحرم عليهم الخبائث[19] وهذه الأشياء السبعة مما تستخبثه الطباع السليمة فكانت محرمة "[20]

"ماکول اللحم جانور کے اجزاء میں سے سات اجزاء کھانا حرام ہے: 1۔ بہتا ہوا خون، 2۔ نر کی پیشاب گاہ، 3۔ خصیتین (کپورے)، 4۔ مادہ کی پیشاب گاہ، 5۔ غدود، 6۔ مثانہ، 7۔ پتا؛ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد: " ويحل لهم الطيبات ويحرم عليهم الخبائث " کی وجہ سے۔ یہ سات چیزیں ایسی ہیں جن سے طبائع سلیمہ گھن کرتی ہیں اس لئے حرام ہیں"۔

ماکول اللحم غیر مذبوح یعنی مردار جانور سے حاصل ہونے والے اجزائے ترکیبی

ایسا ماکول اللحم حلال جانور جو شرعی ذبیحہ کے بغیر مر جائے، اس کے اجزاء تین قسم کے ہوتے ہیں:

1. ایسے اجزاء جن میں خون سرایت نہیں کرتا، مثلا بال، ہڈی، اون، پر وغیرہ
2. کھال
3. گوشت، چربی وغیرہ

احناف کا مسلک

علامہ عبد الحیٰ لکھنویؒ نے "السعایہ" میں مردار جانوروں کے ان اجزاء کو ذکر فرمایا ہے جن میں خون سرایت نہیں کرتا، اور پھر ان اجزاء کی طہارت کو مفصل دلائل سے ثابت کیا ہے، وہ پندرہ اجزاء یہ ہیں:

(1) بال (2) ہڈی (3) پٹھا (4) حافر، (گھوڑے، گدھے وغیرہ کے کھر) (5) سینگ (6) اون (7) وبر (اونٹ کے بال) (8) ظلف (بھیڑ وغیرہ کے کھر) (9) دانت (10) خف الابل (اونٹ کی ٹاپ) (11) ریش الطائر (پرندے کے پر) (12) الاجنحہ (13) پرندے کے بازو (14) الانفحۃ الصلبۃ (ٹھوس پنیر مایہ) اور الانفحۃ المائعۃ (مائع پنیر) (15) دودھ۔

ان چیزوں کو ذکر کرنے کے بعد علامہ لکھنویؒ لکھتے ہیں:

" الضابط في هذا الباب ... ان اجزاء الميتة لا تخلو اما ان يكون فيها دم او لا فالاجزاء التي فيها الدم كاللحم والشحم والجلد ونحوها نجسة واما الاجزاء التي ليس فيها دم ففي غير الخنزير والادمي ليست بنجسة ان كانت صلبة كالشعروالعظم ونحوهما اتفاقا وفي ما عدا ذلك خلاف كا مر"

"اس باب میں ضابطہ یہ ہے کہ۔۔۔ مردار کے اجزاء دو حال سے خالی نہیں، یا تو ان میں خون ہوگا یا نہیں، چنانچہ وہ اجزاء جن میں خون ہوتا ہے، مثلا گوشت، چربی، جلد اور ان جیسی دوسری چیزیں تو وہ ناپاک ہیں۔ رہے وہ اجزاء جن میں خون نہیں ہوتا، تو خنزیر اور انسان کے علاوہ باقی جانوروں کے وہ اجزاء جو سخت اور ٹھوس ہیں ناپاک نہیں ہوتے، جیسا کہ بال اور ہڈی اور ان جیسی دوسری چیزیں متفقہ طور پر (نجس نہیں)، ان کے علاوہ دوسرے اشیاء (جو سخت اور ٹھوس نہیں) ان میں اختلاف ہے کما مر"۔

خلاصہ یہ کہ ماکول اللحم مردار کے وہ اجزاء جن میں خون سرایت نہیں کرتا، وہ دو قسم کے ہیں:

(1) متصل، مثلا بال ہڈی وغیرہ (2) منفصل، مثلا دودھ، انڈا وغیرہ

متصل اشیاء کا حکم یہ ہے کہ طہارت اور نجاست کے اعتبار سے تو وہ پاک ہیں، لیکن کھانے پینے کی اشیاء میں ان سے اجتناب بہتر ہے، البتہ ان کا دواؤں میں استعمال بلا کراہت جائز ہے۔ منفصل اشیاء کا حکم یہ ہے کہ وہ پاک ہیں، اور حلال ہیں، ان کا کھانا جائز ہے۔

امام مالکؒ کا مذہب

مالکیہ کے نزدیک مردار جانور کے بال اور اون پاک ہیں، ان کے علاوہ اور کوئی چیز پاک نہیں ہوسکتی۔ ان کے نزدیک دباغت سے کھال پاک نہیں ہوتی، البتہ اس کھال کا استعمال خشک اشیاء میں ہوسکتا ہے۔ اس میں مائعات رکھنے کی اجازت نہیں۔ چنانچہ "التلقین فی الفقہ المالکی" میں ہے:

" وأجزاء الميتة كلها نجسة إلا ما لا حياة فيه كالشعر والصوف والوبر وكل حيوان في ذلك واحد وجلود الميتة كلها نجسة لا يطهرها الدباغ غير أنه يجوز استعمالها في اليابسات وعظم الميتة وقرنها نجس "[21]

"مردار کے سب اجزاء نجس ہیں سوائے ان اجزاء کے جن میں زندگی نہیں ہوتی، جیسا کہ بال، اون اور وبر (اونٹ کے بال)، اس میں تمام جانور برابر ہیں۔ مردار کی کھالیں ناپاک ہیں دباغت سے پاک نہیں ہوتے، الا یہ کہ ان کا استعمال خشک اشیاء میں کیا جائے، مردار کی ہڈیاں اور اس کے سینگ نجس ہیں"۔

حضرات شوافع کا مسلک

حضرات شوافع کے نزدیک مردار جانور کے تمام اجزاء نجس ہیں سوائے اس کی کھال کے جس کو دباغت دیا جائے، علامہ نوویؒ "المجموع" میں لکھتے ہیں:

"مذاهب العلماء في شعر الميتة وعظمها وعصبها فمذهبنا أن الشعر والصوف والوبر والريش والعصب والعظم والقرن والسن والظلف نجسة"[22]

"مردار کے بالوں اور ہڈیوں اور پٹھوں کے حکم کے بارے میں علماء کے مذاہب: پس ہمارا مذہب یہ ہے کہ بال، اون، وبر (اونٹ کے بال)، پرندے کے پر، پٹھے، ہڈی اور سینگ، دانت کھر نجس ہیں"۔

ماکول اللحم غیر مذبوح (مردار) کی کھال کا حکم

عند الاحناف:

غیر مذبوح مردار کی کھال دباغت سے پاک ہو جاتی ہے۔ ادویہ وغیرہ میں اس کا استعمال کر سکتے ہیں۔ البتہ کھانا جائز نہیں۔ "المحیط البرہانی" میں ہے:

"جلد الميتة يطهر بالدباغ، فكذا عظمه يطهر باليبس، فيجوز الانتفاع به، فيجوز التداوي به"[23]

"مردار کی جلد دباغت سے پاک ہو جاتی ہے، اس طرح اس کی ہڈیاں خشک ہونے سے پاک ہو جاتی ہیں، ان سے انتفاع جائز ہے، لہٰذا اس سے علاج جائز ہے"۔

علامہ ابن عابدین شامیؒ لکھتے ہیں:

" (قوله طهر) بضم الهاء والفتح أفصح حموي (قوله فيصلي به إلخ) أفاد طهارة ظاهره وباطنه لإطلاق الأحاديث الصحيحة خلافا لمالك، لكن إذا كان جلد حيوان ميت مأكول اللحم لا يجوز أكله، وهو الصحيح {حرمت عليكم الميتة} [المائدة: 3] وهذا الجزء منها"[24]

اور قول " طهر "ھاء کے ضمہ اور فتحہ کے ساتھ ہے اور فتح کے ساتھ زیادہ فصیح ہے۔ اور قول (فيصلي به إلخ) حدیث صحیحہ کے اطلاق کی وجہ سے ظاہر اور باطن کی طہارت کا فائدہ دیتا ہے

امام مالکؒ کے خلاف۔ لیکن جب چمڑا ماکول اللحم مردہ جانور کا ہو تو اس کا کھانا جائز نہیں ہے اور یہی صحیح ہے (تمہارے اوپر مردار حرام کیا گیا) اور یہ چمڑا اسی کا جزء ہے"۔

عند الشوافع

حضرات شوافع کا اس کے متعلق دو قول ہیں:

1۔ کھانا جائز ہے۔ قول جدید

2۔ کھانا جائز نہیں ہے۔ قول قدیم

چنانچہ " البیان" میں ہے:

" وأما أكله بعد الدباغ، فإن كان من حيوان مأكول.. ففيه قولان: قال في الجديد: (يجوز ؛ لأنه طاهر لا يخاف من أكله، فجاز أكله، كجلد الشاة المذكاة). وقال في القديم: (لايجوز). قال ابن الصباغ وهو الصحيح؛ لأن النبي صلى الله عليه وسلم قال في شاة ميمونة: «إنما حرام من الميتة أكلها». مع أمره لهم بالدباغ والانتفاع ، ولأن الدباغ لو أفاد الإباحة لم يصح فيما لايؤكل لحمه، كما لاتصح الذكاة فيه، ولم يطهر بها جلده "[25]

"اور بہر حال چمڑے کی دباغت کے بعد اس کے کھانے کا حکم: پس اگر یہ ماکول اللحم جانور کا ہے تو اس کے متعلق دو قول ہیں: قول جدید یہ ہے کہ کھانا جائز ہے اس لیے کہ طاہر ہے اس کے کھانے میں کوئی خوف نہیں۔ پس اس کا کھانا جائز ہے جیسے ذبح شدہ بکری کا چمڑہ۔ قول قدیم یہ ہے کہ یہ جائز نہیں۔ ابن الصباغ نے کہا کہ قول قدیم ہی درست ہے اس لیے کہ نبی ﷺ نے میمونہ کی بکری کے متعلق فرمایا تھا کہ مردار میں سے کچھ بھی کھانا حرام ہے۔ باوجود اس کے کہ آپ ﷺ نے اس کے چمڑے کی دباغت کے بعد منتفع ہونے کا حکم بھی دیا۔ اور دباغت اگر اباحت کا بھی فائدہ دے تو بھی یہ غیر ماکول اللحم میں صحیح نہیں ہے جیسے کہ غیر ماکول اللحم کا ذبح کرنا درست نہیں اور نہ ہی غیر ماکول اللحم کا چمڑا ذبح سے پاک ہوگا"۔

غیر ماکول اللحم جانوروں سے حاصل ہونے والے اجزائے ترکیبی کا حکم

غیر ماکول اللحم جانوروں میں خنزیر نجس العین ہے، اس کے تمام اجزاء نجس اور حرام ہیں۔ حضرات شوافع کے نزدیک کتا بھی نجس العین ہے۔ غیر ماکول اللحم جانور کے اجزاء بنیادی طور پر دو قسم کے ہیں:

(1) وہ اجزاء جن میں خون سرایت نہیں کرتا (2) وہ اجزاء جن میں خون سرایت کرتا ہے۔

(1) وہ اجزاء جن میں خون سرایت نہیں کرتا، اگر وہ غیر تابع اللحم ہیں، مثلا اون، بال، ہڈی وغیرہ تو وہ پاک ہیں، ادویہ میں ان کا استعمال جائز ہے، البتہ کھانے کی چیزوں میں استعمال سے اجتناب بہتر ہے۔ لیکن اگر وہ اجزاء گوشت کے تابع ہیں، مثلا دودھ، انڈا وغیرہ تو وہ جانور کے حکم میں ہیں۔ وہ نجس ہیں۔ استعمال جائز نہیں۔

(2) وہ اجزاء جن میں خون سرایت کرتا ہے، مثلا گوشت، چربی وغیرہ تو وہ حرام ہیں۔ ان کا کسی طرح بھی استعمال جائز

نہیں۔ البتہ طہارت و نجاست کے اعتبار سے احناف کے نزدیک ایک قول کے مطابق غیر ماکول اللحم جانور کو شرعی طریقے پر ذبح کیا جائے تو سوائے دم مسفوح کے تمام اجزاء پاک ہو جائیں گے۔ ضرورت کے وقت اس پر عمل کی گنجائش معلوم ہوتی ہے۔ لیکن مفتی بہ قول یہ ہے کہ اس کو ذبح کرنے سے صرف کھال پاک ہوگی، کھال کے سوا دوسرے اجزاء پاک نہ ہونگے۔ چنانچہ " درر الحکام " میں ہے:

" أن الذكاة الشرعية تطهر جلد غير مأكول اللحم دون لحمه على أصح ما يفتى به "[26]

"ذکاۃ شرعیہ غیر ماکول اللحم کی کھال کو پاک کرتی ہے نہ کہ اس کو گوشت کو، اصح قول کے مطابق اس پر فتویٰ ہے"۔

علامہ کاسانیؒ "البحر الرائق" میں لکھتے ہیں:

"وأما طهارة لحمه إذا كان غير مأكول فقد اختلف فيه فصحح في البدائع والهداية والتجنيس طهارته وصحح في الأسرار والكفاية والتبيين نجاسته وفي المعراج أنه قول المحققين من أصحابنا وفي الخلاصة هو المختار واختاره قاضي خان، وفي التبيين أنه قول أكثر المشايخ "[27]

"اور بہر حال غیر ماکول جانوروں کے گوشت کے پاک ہونے میں اختلاف ہے پس صاحب بدائع ،ہدایہ اور تجنیس نے طہارت کے حکم کو صحیح کہا ہے اور صاحب اسرار، کفایہ اور تبیین نے نجاست ہونے کے حکم کو صحیح کہا ہے اور المعراج میں ہے کہ یہی ہمارے محقق اصحاب کا قول ہے۔ اور الخلاصہ میں ہے کہ یہ قول مختار ہے اور اسے قاضی خان نے پسند کیا ہے اور تبیین میں ہے کہ یہ اکثر مشائخ کا قول ہے"۔

بحری حیوانات سے حاصل شدہ اجزائے ترکیبی کی شرعی حیثیت

جمہور فقہاء کے نزدیک تمام بحری حیوانات حلال ہیں، ان کا کھانا جائز ہے۔ البتہ احناف کے نزدیک سوائے مچھلی اور اس کی اقسام کے دیگر سمندری جانور حلال نہیں ہیں۔ جھینگے کے بارے میں حنفیہؒ کے ہاں اختلاف پایا جاتا ہے، بعض علماء اسے مچھلی میں شمار کرکے حلال قرار دیتے ہیں اور بعض اسے مچھلی میں شمار نہیں کرتے۔ تمام بحری جانور پاک ہیں، ان کا خارجی استعمال جائز ہے۔ بحری حیوانات کو بطور دوا کے کھانا جائز ہے، لیکن عام کھانے پینے کی اشیاء میں مچھلی کے علاوہ کسی اور بحری جانور کے اجزاء شامل کرنا احناف کے نزدیک درست نہیں۔

جانوروں سے حاصل ہونے والے مشکوک اجزائے ترکیبی

(1) جلاٹین (Gelatin)، ایک اہم حیواناتی اجزائے ترکیبی

جلاٹین: ایک حیواناتی پروٹین ہے جس میں اشیاء کو لیس دار بنانے کی صلاحیت ہوتی ہے ۔ یہ مادہ ایک پروٹین collagen سے حاصل کیا جاتا ہے ،جو حیوانات کی ہڈیوں میں موجود ہوتا ہے، حیوانات کی ہڈیوں یا خال کو پانی یا ہلکے تیزاب میں ابالنے سے یہ مادہ حاصل ہوتا ہے۔ یہ ایک کثیر الاستعمال حیواناتی اجزائے ترکیبی ہے جو کھانے پینے ادویات، میک اپ کے سامان ، تصویر سازی کے سامان، اور اس کے علاوہ اور بہت سی اغراض کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

جلاٹین شرعہ کی نظر میں:

جلاٹین اگر حلال مذبوح جانور کی ہڈی اور کھال سے حاصل کیا جائے تو یہ حلال ہے، اور جن چیزوں میں اس کا استعمال کیا جائے وہ بھی حلال ہیں۔ لیکن جلاٹین ایسے جانوروں سے حاصل کیا جائے جو حرام ہیں یا وہ جانور جن کو شرعی طریقے سے ذبح نہیں کیا گیا ہو، تو وہ حرام ہے۔ البتہ احناف کے نزدیک حرام جانور کی ہڈی سوائے خنزیر کے خشک کرلیا جائے تو وہ پاک ہے۔ اس کو ادویہ وغیرہ میں شامل کرنا جائز ہے بشرطیکہ خشک کرلیا گیا ہو، لیکن کھانے پینے کی چیزوں میں استعمال مناسب نہیں، چنانچہ موسوعۃ الفقہ الاسلامی میں ہے:

جلاٹین ایک صاف شفاف یا زرد رنگ کا بے ذائقہ اور بے بو مادہ ہے۔ یہ مادہ جانوروں کے چمڑے، پٹھے، اور ہڈیوں سے نکالا جاتا ہے، اور بعض نباتات سے بھی حاصل ہوتا ہے۔ اور جو جلاٹین کھانے یا بیکری کے سامان میں استعمال ہوتا ہے، اس کی دو صورتیں ہیں:

پہلی صورت یہ کہ اگر وہ جلاٹین ماکول اللحم جانور جس کو شرعی طریقے سے ذبح کیا گیا ہو یا ایسے نباتات سے جو زہریلی یا مضر نہ ہوں، سے حاصل شدہ ہو تو یہ حلال ہے، اور جس چیز میں اسے ملایا گیا ہو وہ بھی حلال ہے۔

دوسری صورت یہ کہ اگر جلاٹین غیر ماکول اللحم مردار جانور یا خنزیر، یا ایسا جانور جو مباح تو ہے لیکن اس کو شرعی طریقے سے ذبح نہیں کیا گیا، تو ایسے جلاٹین کا کھانا حرام ہے۔ اور جن کھانوں میں اس کو شامل کیا گیا وہ بھی حرام ہیں، کیونکہ مباح چیز کے ساتھ حرام کا اختلاط ہوگیا ہے[28]۔

جلاٹین میں انقلاب ماہیت ہوتی ہے؟

مذکورہ تفصیل تو اس صورت میں ہے جب جلاٹین میں استحالہ اور انقلاب ماہیت کو تسلیم نہ کیا جائے، چنانچہ بعض علماء کے نزدیک جلاٹین میں استحالہ اور انقلاب ماہیت نہیں پایا جاتا، شیخ الاسلام مفتی تقی عثمانی صاحب انعام الباری میں لکھتے ہیں:

جلاٹین بنانے کے لئے اسے جس عمل سے گزارا جاتا ہے وہ سارا میں نے خود فیکٹری میں جا کر دیکھا ہے، مجھے اس بات پر انشراح نہیں ہے کہ اس عمل سے انقلاب ماہیت ہو جاتا ہے۔ جتنا عمل کیا جاتا ہے اس کا حاصل کھال اور ہڈی کی صفائی ہے، اس صفائی کے معاملے میں اس کو کافی مختلف مراحل سے گزارا جاتا ہے، پہلے ویسے ہی صفائی کی جاتی ہے، پانی میں ڈالا جاتا ہے، بہت عرصہ تک وہ پانی میں پڑا رہتا ہے، اس کے بعد بہت سے مرحل سے گزارا جاتا ہے۔ لیکن ابھی تک مجھ پر یہ بات محقق نہیں ہو سکی کہ انقلاب ماہیت ہوتا ہے یا نہیں، اس واسطے میں اس کے بارے میں یہ کہتا ہوں کہ جب تک انقلاب ماہیت کا ثبوت نہ ہو جائے اس وقت تک خنزیر سے بنی ہوئی جلاٹین کا استعمال جائز نہیں۔ ہاں! اگر کسی وقت یہ محقق ہو جائے کہ انقلاب ماہیت ہو جاتا ہے تو پھر جواز کا حکم دیا جاسکتا ہے، لیکن جب تک یہ محقق نہ ہو اس وقت تک اس کی حرمت کا حکم ہی لگائیں گے، کیونکہ خنزیر کی حرمت دلائل قطعیہ سے ثابت ہے اس لئے جب تک اتنے ہی یقین کے ساتھ انقلاب ماہیت کا علم نہ ہو جائے اس وقت اس کو جائز اور حلال نہیں کہہ سکتے۔ البتہ یہ بات ہے کہ اگر کوئی دوا جلاٹین سے بنائی گئی ہو اس پر تداوی بالمحرم کا حکم عائد ہوگا.... حنفیہ کے ہاں مفتی بہ قول یہ ہے کہ اگر کوئی اور علاج ممکن نہ ہو تو پھر خنزیر کے جلاٹین سے بنی ہوئی دوا استعمال کی جاسکتی ہے۔ یہ خنزیر سے بنی ہوئی جلاٹین کا حکم ہے[29]۔

علامہ وہبۃ الزحیلیؒ الفقہ الاسلامی وادلتہ میں استحالہ کی تعریف کے بعد لکھتے ہیں:

" الاستحالة التي تعني انقلاب العين إلى عين أخرى تغايرها في صفاتها تحوّل المواد النجسة أو المتنجسة إلى مواد طاهرة، وتحول المواد المحرمة إلى مواد مباحة شرعاً وبناءً على ذلك: " أ - الجيلاتين المتكون من استحالة عظم الحيوان النجس وجلده وأوتاره: طاهر وأكله حلال- ب - الصابون الذي ينتج من استحالة شحم الخنزير أو الميتة يصيرطاهراً بتلك الاستحالة ويجوز استعماله "[30]

"استحالہ (انقلاب ماہیت) یعنی ایک عین کا دوسرے عین میں اس طرح تبدیل ہونا کہ اس کے صفات بھی تبدیل ہو جائیں، نجس یا متنجس مواد کو پاک مواد میں تبدیل کر دیتا ہے، اور حرام مواد کو ایسے مواد میں تبدیل کرتا ہے جو شرعا مباح ہے۔ اس تعریف کی بنیاد پر: 1۔ جلاٹین جو کہ نجس حیوان کی ہڈی، اس کی جلد اور پٹھوں کو بذریعۂ استحالہ بنایا جاتا ہے، پاک ہے اور اس کا کھانا حلال ہے۔ ب: وہ صابن جو بذریعۂ استحالہ خنزیر یا مردار کی چربی سے بنایا جاتا ہے، وہ اس استحالہ کی وجہ سے پاک ہو جائے گا اور اس کا استعمال جائز ہوگا"۔

(2) رینٹ (الانفحہ)

رینٹ ایک ڈیری پروڈکٹ ہے جو تازہ دم بچھڑے کے معدے میں موجود دودھ سے تیار کی جاتی ہے پرانے زمانے میں اس سے پنیر بنائی جاتی تھی، آج کل یہ بہت سی مصنوعات میں استعمال ہونے لگا ہے آج کل جو قابل غور اجزائے ترکیبی کثرت سے استعمال ہونے لگے ہیں۔ ان میں ایک رینٹ (انفحہ) بھی ہے۔

رینٹ کا تعارف:

رینٹ ایک ڈیری پروڈکٹ ہے جو تازہ دم بچھڑے کے معدے میں موجود دودھ سے بنایا جاتا ہے۔ اس کو بنانے کا طریقہ یہ ہوتا ہے کہ جب گائے کا بچھڑا دودھ پی لیتا ہے تو اس کو ذبح کرکے اس کے معدے میں سے وہ دودھ نکال لیا جاتا ہے۔ اسی معدے سے نکالے ہوئے دودھ کو انگریزی میں رینٹ اور عربی میں "انفحہ" کہا جاتا ہے۔ پرانے زمانے میں اس سے پنیر بنائی جاتی تھی، آج کل یہ بہت سی مصنوعات میں استعمال ہونے لگا ہے۔

رینٹ کا شرعی حکم:

رینٹ کے شرعی حکم میں ائمہ کرام کا اختلاف ہے، چنانچہ اس حوالے سے دو مشہور موقف ہیں۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا موقف:

امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حلال جانور کے بچھڑے کے معدے سے جو دودھ یا رینٹ حاصل کیا جائے وہ مطلقاً پاک اور حلال ہے، یعنی ایسا بچھڑا اپنی موت آپ مرا ہو یا اس کو ذبح کیا گیا ہو، نیز ذبح کرنے والا مسلمان اور کتابی ہو یا غیر مسلم، بہر حال بچھڑے کے معدے سے نکالا گیا دودھ ناپاک اور حرام نہیں۔ امام احمد رحمہ اللہ کی ایک روایت بھی امام صاحب کے مطابق ہے[31]۔

حضرات جمہور کا موقف:

حضرات صاحبین، امام شافعی، امام مالک رحمہم اللہ کا مسلک اور امام احمد رحمہ اللہ کی ایک روایت یہ ہے کہ رینٹ اگر حلال مذبوحہ جانور کے معدے سے حاصل کیا گیا ہو تو وہ پاک اور حلال ہے ورنہ اگر مردار یا غیر کتابی غیر مسلم کے مذبوحہ جانور سے حاصل کیا گیا ہو تو ایسی صورت میں یہ مطلقاً ناپاک اور حرام ہے[32]۔

نتائج البحث:

1. جمادات سب کے سب پاک اور حلال ہیں۔ الا یہ کہ ان میں سے کسی چیز کو کھانے سے نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو، یا اس کے استعمال سے نشہ پیدا ہوتا ہو تو اس کا استعمال جائز نہیں ہوگا۔ مثلاً مٹی کا کھانا اگر مضر ہو تو حرام ہے۔

2. مالکیہ کے نزدیک نے مٹی کا کھانا حرام ہے۔ شوافع نے مٹی اور پتھر میں سے جو مضر ہیں ان کی حرمت کا قول ذکر کیا ہے۔ حنابلہ نے کوئلہ، مٹی، کیچڑ جن کو دوا کے طور پر استعمال نہیں کیا جاتا کراہت کا قول ذکر کیا ہے۔ احناف میں سے علامہ بدر الدین عینیؒ کہ کہنا ہے کہ: مٹی کا کھانا حرام ہے، اس لئے کہ اس کے کھانے سے ممانعت آئی ہے، اور اس لئے کہ یہ اصفرار کی بیماری اور مثانے میں تکلیف کا باعث بنتا ہے۔

3. ماکول اللحم جانور کے اجزاء میں سے سات اجزاء کھانا حرام ہے: 1۔ بہتا ہوا خون، 2۔ نر کی پیشاب گاہ، 3۔ خصیتین (کپورے)، 4۔ مادہ کی پیشاب گاہ، 5۔ غدود، 6۔ مثانہ، 7۔ پتا۔

4. ماکول اللحم غیر مذبوح یعنی مردار کے وہ اجزاء جن میں خون سرایت نہیں کرتا، وہ دو قسم کے ہیں: 1۔ متصل، مثلاً بال ہڈی وغیرہ، 2۔ منفصل، مثلاً دودھ، انڈا وغیرہ۔ احناف کے نزدیک متصل اشیاء کا حکم یہ ہے کہ طہارت اور نجاست کے اعتبار سے تو وہ پاک ہیں، لیکن کھانے پینے کی اشیاء میں ان سے اجتناب بہتر ہے، البتہ ان کا دواؤں میں استعمال بلا کراہت جائز ہے۔ منفصل اشیاء کا حکم یہ ہے کہ وہ پاک ہیں، اور حلال ہیں، ان کا کھانا جائز ہے۔

5. مالکیہ کے نزدیک مردار جانور کے بال اور اون پاک ہیں، ان کے علاوہ اور کوئی چیز پاک نہیں ہو سکتی۔ ان کے نزدیک دباغت سے کھال پاک نہیں ہوتی، البتہ اس کھال کا استعمال خشک اشیاء میں ہو سکتا ہے۔ اس میں مائعات رکھنے کی اجازت نہیں۔

6. حضرات شوافع کے نزدیک مردار جانور کے تمام اجزاء نجس ہیں سوائے اس کی کھال کے جس کو دباغت دیا جائے۔

7. ماکول اللحم غیر مذبوح (مردار) کی کھال کا حکم احناف کے نزدیک یہ ہے کہ مردار کی جلد دباغت سے پاک ہو جاتی ہے، اس طرح اس کی ہڈیاں خشک ہونے سے پاک ہو جاتی ہیں، ان سے انتفاع جائز ہے، لہٰذا اس سے علاج جائز ہے۔

8. شوافع کا اس بارے میں دو قول ہیں 1۔ کھانا جائز ہے (قول جدید)۔ 2۔ کھانا جائز نہیں ہے (قول قدیم)۔

9. غیر ماکول اللحم جانوروں سے حاصل ہونے والے اجزائے ترکیبی کا حکم یہ ہے کہ: غیر ماکول اللحم جانوروں میں خنزیر نجس العین ہے، اس کے تمام اجزاء نجس اور حرام ہیں۔ حضرات شوافع کے نزدیک کتا بھی نجس العین ہے۔

10. غیر ماکول اللحم جانور کے وہ اجزاء جن میں خون سرایت نہیں کرتا، اگر وہ غیر تابع اللحم ہیں، مثلاً اون، بال، ہڈی

وغیرہ تو وہ پاک ہیں، ادویہ میں ان کا استعمال جائز ہے، البتہ کھانے کی چیزوں میں استعمال سے اجتناب بہتر ہے۔ لیکن اگر وہ اجزاء گوشت کے تابع ہیں، مثلاً دودھ، انڈا وغیرہ تو وہ جانور کے حکم میں ہیں۔ وہ نجس ہیں۔ استعمال جائز نہیں۔ اور وہ اجزاء جن میں خون سرایت کرتا ہے، مثلاً گوشت، چربی وغیرہ تو وہ حرام ہیں۔ ان کا کسی طرح بھی استعمال جائز نہیں۔

11. غیر ماکول اللحم جانور کو شرعی طریقے پر ذبح کرنے سے صرف کھال پاک ہوگی، کھال کے سوا دوسرے اجزاء پاک نہ ہونگے۔

12. جمہور فقہاء کے نزدیک تمام بحری حیوانات حلال ہیں، ان کا کھانا جائز ہے۔ البتہ احناف کے نزدیک سوائے مچھلی اور اس کی اقسام کے دیگر سمندری جانور حلال نہیں ہیں۔ جھینگے کے بارے میں حنفیّہ کے ہاں اختلاف پایا جاتا ہے، بعض علماء اسے مچھلی میں شمار کرکے حلال قرار دیتے ہیں اور بعض اسے مچھلی میں شمار نہیں کرتے۔ تمام بحری جانور پاک ہیں، ان کا خارجی استعمال جائز ہے۔ بحری حیوانات کو بطور دواکے کھانا جائز ہے، لیکن عام کھانے پینے کی اشیاء میں مچھلی کے علاوہ کسی اور بحری جانور کے اجزاء شامل کرنا احناف کے نزدیک درست نہیں۔

13. جلاٹین اگر ماکول اللحم جانور جس کو شرعی طریقے سے ذبح کیا گیا ہو یا ایسے نباتات سے جو زہریلی یا مضر نہ ہوں سے حاصل کیا گیا ہو تو یہ حلال ہے، اور جس چیز میں اسے ملایا گیا ہو وہ بھی حلال ہے۔ اور اگر جیلاٹن غیر ماکول اللحم مردار جانور یا خنزیر، یا ایسا جانور جو مباح تو ہے لیکن اس کو شرعی طریقے سے ذبح نہیں کیا گیا سے حاصل کیا گیا ہو تو ایسے جیلاٹن کا کھانا حرام ہے۔ اور جن کھانوں میں اس کو شامل کیا گیا وہ بھی حرام ہیں، کیونکہ مباح چیز کے ساتھ حرام کا اختلاط ہوگیا ہے۔

14. رینٹ کے شرعی حکم کے متعلق امام اعظم ابوحنیفہ کا موقف یہ ہے کہ: حلال جانور کے بچھڑے کے معدے سے جو دودھ یا رینٹ حاصل کیا جائے وہ مطلقاً پاک اور حلال ہے، امام احمد رحمہ اللہ کی ایک روایت بھی امام صاحب کے مطابق ہے۔ جمہور ائمہ میں سے حضرات صاحبین، امام شافعی، امام مالک رحمہم اللہ کا مسلک اور امام احمد رحمہ اللہ کی ایک روایت یہ ہے کہ رینٹ اگر حلال مذبوحہ جانور کے معدے سے حاصل کیا گیا ہو تو وہ پاک اور حلال ہے ورنہ اگر مردار یا غیر کتابی غیر مسلم کے مذبوحہ جانور سے حاصل کیا گیا ہو تو ایسی صورت میں یہ مطلقاً ناپاک اور حرام ہے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حوالہ جات (References)

[1] البقرۃ:۳۶۔

[2] النحل:۵۔

[3] الموسوعۃ الفقہیۃ الکویتیۃ، وزارۃ الاوقاف والشئون الاسلامیہ —الکویت، ج:۵، ص:۱۲۵۔

[4] ایضًا۔

[5] بدر الدین عینی ، محمود بن احمد، منحة السلوک فی شرح تحفة الملوک، وزارة الاوقاف والشؤون الاسلامیہ – قطر، طبع :اول، ۱۴۲۸ھ-۲۰۰۷م، ج:۱، ص: ۴۰۴۔

[6] الاعراف: ۱۵۷۔

[7] ابن ماجہ، محمد بن یزید قزوینی، سنن ابن ماجہ، ت: محمد فواد عبد الباقی، دار احیاء الکتب العربیہ، کتاب الصید، باب صید الحیتان، والجراد، رقم: ۳۲۱۸۔

[8] النحل: ۵۔

[9] المائدۃ: ۱۔

[10] نیسابوری، مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم، دار احیاء التراث العربی – بیروت، کتاب الصید والذبائح ومایؤکل من الحیوان، باب فی اکل لحوم الخیل، رقم: ۱۹۴۱۔

[11] زحیلی، وہبہ بن مصطفیٰ، الفقہ الاسلامی وادلتہ للزحیلی، دمشق، دار الفکر - سوریہ، ج: ۴، ص: ۲۷۹۵۔

[12] مالک بن انس، موطا (روایۃ محمد بن حسن شیبانی)، ت: عبد الوہاب عبد اللطیف، مکتبۃ علمیہ، کتاب الضحایا ومایجزئ منہا، باب: الصید وما یکرہ اکلہ من السباع وغیرہا، رقم: ۶۴۴۔

[13] ایضًا۔

[14] الفقہ الاسلامی وادلتہ للزحیلی، ج: ۴، ص: ۲۷۹۸۔

[15] ابو معالی برہان الدین محمود بن احمد، المحیط البرہانی فی الفقہ النعمانی، ت: عبد الکریم سامی جندی، لبنان، دار الکتب العلمیہ، بیروت، طبع :اول، ۱۴۲۴ھ، ج: ۱، ص: ۱۱۴۔

[16] المائدۃ: ۹۶۔

[17] سنن ابن ماجہ، کتاب الطہارۃ وسننہا، باب الوضوء بماء البحر، رقم: ۳۸۶۔

[18] الفقہ الاسلامی وادلتہ للزحیلی، ج: ۴، ص: ۲۷۹۲۔

[19] الاعراف: ۱۵۷۔

[20] کاسانی، ابو بکر بن مسعود، بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، دار الکتب العلمیہ، طبع: دوم، ۱۴۰۶ھ - ۱۹۸۶م، ج: ۵، ص: ۶۱۔

[21] ابو محمد عبد الوہاب بن علی، التلقین فی الفقہ المالکی، ت: ابو اویس محمد بو خبزہ حسنی تطوانی، دار الکتب العلمیہ، طبع :اول، ۱۴۲۵ھ-۲۰۰۴م، ج: ۱، ص: ۲۸۔

[22] نووی، ابو زکریا محیی الدین یحییٰ بن شرف، المجموع شرح المہذب، دار الفکر، ج: ۱، ص: ۲۳۶۔

[23] المحیط البرہانی فی الفقہ النعمانی، ج: ۵، ص: ۳۷۳۔

[24] ابن عابدین، محمد امین بن عمر، ردالمحتار علی الدر المختار، دارالفکر-بیروت، طبع: دوم، ۱۴۱۲ھ-۱۹۹۲م، ج:۱، ص: ۲۰۳۔

[25] عمرانی، یحییٰ بن ابو خیر بن سالم، البیان فی مذہب الامام الشافعی، ت: قاسم محمد نوری، دار المنہاج-جدہ، طبع: اول، ۱۴۲۱ھ-۲۰۰۰ م، ج:۱، ص: ۷۳، ۷۴۔

[26] محمد بن فرامرز بن علی، درر الحکام شرح غرر الاحکام، داراحیاء الکتب العربیہ، ج:۱، ص: ۲۷۶۔

[27] ابن نجیم، زین الدین بن ابراہیم، البحر الرائق شرح کنز الدقائق ومنحۃ الخالق وتکملۃ الطوری، دار الکتاب الاسلامی، ج:۱، ص: ۱۱۲۔

[28] محمد بن ابراہیم بن عبد اللہ التویجری، موسوعۃ الفقہ الاسلامی، بیت الأفکار الدولیہ، طبع: اول، ۱۴۳۰ھ-۲۰۰۹م، ج: ۴، ص: ۳۲۹۔

[29] مفتی محمد تقی عثمانی صاحب، انعام الباری، ج: ۲، ص: ۳۷۹ تا ۳۸۲۔

[30] الفقہ الاسلامی وادلتہ للزحیلی، ج: ۷، ص: ۵۲۶۵۔

[31] الموسوعۃ الفقہیۃ الکویتیہ، ج: ۳۹، ص: ۳۸۸، ۳۸۹۔

[32] ایضًا، ج: ۳۹، ص: ۳۸۹۔